

اس فتحہ سیم لے سیاں بہادر پیر را بوابے میں چار بُریس پہنچے۔ اسی پر اسے ملکہ بُریس کے عظیم مرتبہ کی شہادت خود آپ کے مرشد حضرت باقی باللہ نے یوں دی "شیخ احمد وہ حضرت مجددؒ کے عظیم مرتبہ کی شہادت خود آپ کے مرشد حضرت باقی باللہ نے یوں دی "شیخ احمد وہ آفتاب ہیں جن کی روشنی میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں۔"

شیخ محمد اکرم کے الفاظ میں: "اکبر سے اور گزیب تک تک نہیں پالیسی میں تبدیلی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات اور اثر و رسوخ کی آئینہ دار ہے تجدید دین اور احیائے اسلام کی ان خدمات کی بدولت آپ کو دوسرے ہزار سال کا مجدد گہا جاتا ہے۔"

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے آپ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(Hazrat Shah Wali Allah Muhaddis Dehlvi)

54

پس منظر (Background) اور گزیب عالمگیر مغلیہ خاندان کا آخری خود مختار حکمران تھا۔ جس نے تقریباً پچاس سال تک مسکون حکومت کی جو غزنی سے چٹا گانگ اور کشمیر سے کرتا تک تک وسیع تھی۔ لیکن اور گزیب کے بعد اس کے عظیم اور پرجلال تخت پر اس کی اولاد میں سے وہ لوگ آئے جنہوں نے گویا قسم کھائی تھی کہ اور گزیب عالمگیر نے حفاظت اسلام اور توسعہ سلطنت کی جو غلطی کی ہے وہ اس کی تلافی کریں گے (حضرت شاہ ولی اللہ کے عہد میں اور گزیب کے بعد گیارہ مغل بادشاہ تخت نشین ہوئے جو اور گزیب کی مکمل ضد تھے اور انہوں نے شیخروستان کو خیر باد کہہ کر طاؤس درباب کو اپنالیا۔ ان کمزور، نااہل اور عیاش حکمرانوں میں حمیت نام کی کوئی چیز نہ تھی)۔ قول اقبالؒ:

ـ حمیت نام تھا جس کا وہ گئی تیمور کے گھر سے

(مسلمانوں کو کمزور پا کر سکھ، جاث اور مرہٹوں نے سراخھایا) پھر نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کر کے اس طرح کے مقابلہ ڈھائے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ معاشرتی اقدار پست ہو چکی تھیں امراء عیش و عشرت میں غرق تھے۔ شرک اور بدعتات کا زور تھا۔ غرض اٹھاڑ ہویں صدی میں ہندوستان سیاسی، اخلاقی، معاشرتی اور اعتقادی حیثیت سے انحطاط و پیشی کے آخری دھانے پر کھڑا دکھائی دیتا تھا۔

اس نازک وقت میں قدرت نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی صورت میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک مسیح اپیدا کیا۔ جس نے احیائے دین اور مسلمانوں کی اصلاح کے لیے تاقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ (Brief Life Sketch) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی 21 فروری 1703ء کو

مطابق پاکستان (لازی)

دہلی میں پیدا ہوئے آپ کا صل نام قطب الدین تھا آپ کے والد کاظم شاہ عبدالرحیم تھے جو اور سنگ زیب عالیگیر کے عبد کے ایک جید عالم تھل شاہ عبدالرحیم نے دینی علوم کی مدرسیں کے لیے ایک ادارہ "مدرسہ رحمتیہ" کے نام سے قائم کیا تھا۔ شاہ صاحب نے دینی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ والد کی وفات کے بعد سترہ سال کی عمر میں مدرسہ رحمتیہ میں درس و مدرسیں کا آغاز کیا۔ 1730ء میں فریضن حج کے لیے تشریف لے گئے اور دو مرتبہ فریضن حج ادا کیا اور حدیث شریف جسے ہندوستان میں آپ نے مولانا محمد افضل یا لکوٹی نیچے جید عالم سے پڑھا تھا کی سند چار کے ہامور عالم دین شیخ ابو طاہر سے حاصل کی۔ وہ سال بعد وہاں سے واپس تشریف لائے اور درس و مدرسیں میں مشغول ہو گئے (آپ نے 1762ء میں وفات پائی)۔

شاہ ولی اللہ کی خدمات پس منظر

(Services of Shah Wali Allah)

۱۴- قرآن مجید کا فارسی ترجمہ (Persian Translation of the Holy Quran) صاحب کا عظیم ترین علمی کارنامہ 1738ء میں "فتح الرحمن" کے نام سے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے اکثر لوگ عربی سے ناواقف تھے۔ یہاں تک کہ عام عموم کی طرح علماء کی بڑی تعداد بھی قرآن پاک کے معنی و مفہوم سے آگاہ نہ تھیں۔ ان حالات میں شاہ صاحب کا یہ قدم ایک اہم اسلامی خدمت تھی لیکن علماء نے اس کی شدید مخالفت کی۔ اور ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اس زمانے کے علماء کی اور زبان میں قرآن پاک کے ترجمے کو خلاف اسلام تصور کرتے تھے۔ یہ مخالفت اس حد تک بڑھی کہ حضرت شاہ ولی اللہ کی جان بکھرے میں پڑ گئی اور انہیں کچھ عرصہ کے لیے دہلی سے جاتا پڑا۔ بالآخر شاہ صاحب کی جرأت اور فرض شایسی کا میاہ ہوئی اور انہیں نیز جب عیسائی مبلغین لا طینی تراجم کی بدلت قرآن پاک پر اعتراضات کرتے تو وہ ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس کے مفہوم کو تجویز کیں اور اس پر عمل کریں۔

اس ترجمہ سے عام پڑھ لکھنے لوگ بھی قرآن مجید کو سمجھنے لگے اور اردو اور دوسری زبانوں میں ترجمہ کی راہ ہموار ہو گئی۔ نیز جب عیسائی مبلغین لا طینی تراجم کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ اس کا جواب دینے کے قابل ہو گئے۔

آمین تو سے ڈرتا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یعنی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

۱۵- جستہ اللہ البالغ (شاہ صاحب کی تصانیف میں سے سب سے مشہور کتاب جستہ اللہ البالغ ہے۔ اس میں آپ نے اسلام کے عقائد، احکامات، معاشرت و سیاست کو واحد یہ ثبوتوں کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ اس میں عقائد کتاب میں آپ نے وضاحت کی ہے کہ اسلام کے عقائد و احکامات کے پس منظر میں کون سی مصلحتیں کارفرما

ہوتی ہیں) مثلاً زکوٰۃ اس لیے فرض ہوئی کہ غرباء اور حاجت مندوں کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ قصاص کی ضرورت اس لیے تھی کہ خون ریزی کو روکا جائے اور حجۃ اللہ تعالیٰ کی تثنیوں کی تعظیم کے لیے فرض کیا گیا۔

- 3- رسم کی اصلاح (Reformation of Customs) (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے معاشرے کی براہیوں کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی جو مسلمانوں میں ہندوؤں کے ساتھ میں جول کی وجہ سے پیدا ہوئی تھیں۔ آپ نے مسلم معاشرے کی اصلاح کے لیے حسب ذیل اقدامات اٹھائے۔
- 1- مسلمان یوہ کے نکاح کو معموب سمجھنے لگے تھے آپ نے یوہ کے نکاح کو سنت رسول ﷺ پر ارادیا۔
 - 2- آپ نے حق مہر کے لیے ناقابل برداشت رقوم مقرر کرنے کو خلاف سنت قرار دیا۔
 - 3- آپ نے شادی بیاہ کے موقع پر اسراف اور غیر اسلامی رسومات پر تنقید کی۔
 - 4- عُلمی و موت کے موقع پر سومن، چھلک اور برسی وغیرہ جیسی رسوم اور ان پر بے جا اسراف اور تین دن سے زائد سوگ کو خلاف شرح قرار دیا۔

یہی چار بڑی خرابیاں ہیں جن کی اصلاح کے لیے مولانا سید احمد بریلویؒ اور مولانا اسماعیل شہیدؒ نے کوششیں کیں اور جن کی اصلاح کی آج بھی بے حد ضرورت ہے۔

- 4- معاشرے کو دعوت اصلاح (Reformation of Society) (شاہ صاحب نے معاشرے کے تمام طبقات کو ان کی کوتا ہیوں اور خرابیوں سے آگاہ کیا اور دعوت اصلاح دی۔
- حکمرانوں سے کہا کہ تلواریں کھینچ لو اور اس وقت تک نیام میں داخل نہ کرو جب تک کفر پر غلبہ نہ پالو۔
 - امراء کو عیش و عشرت اور غیر اسلامی افعال چھوڑ کر اللہ کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کرنے کی نصیحت کی۔
 - سپاہیوں کو غیر اسلامی افعال ترک کرنے اور اسلامی روح اور جذبہ جہاد پیدا کرنے کو کہا۔
 - اہل صنعت و حرفت کو ہوس زر چھوڑ کر قناعت کی نصیحت کی۔
 - پیرزادوں کو نذر رانے چھوڑ کر محنت سے روزی کمانے کا مشورہ دیا۔
 - علمائے کرام سے کہا کہ وہ اپنی اصلاح کریں اور قرآن و سنت پر عمل کریں اور عوام سے کہا کہ وہ حرص و ہوس اور غلط رسوم چھوڑ کر اسوہ حسنۃ ﷺ کو اپنا سیں۔

- 5- فروع علم حدیث (Spread of Hadith) (شاہ صاحب کے دور میں دینی مدارس میں زیادہ تر توجہ صرف دخیل منطق اور فقہ پر دی جاتی تھی اور حدیث کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا۔ آپ حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپ نے حدیث کی سند عرب کے نامور عالم شیخ ابو طاہر بن ابراہیم مدینی سے حاصل کی اور عمر بھر مدرسہ رحیمیہ میں حدیث کا درس دیا۔ آپ امام مالک کے مجموعہ حدیث موطا کے بہت بڑے مدارج تھے۔ آپ نے موطا کی شرح عربی میں امسوئی اور قاری میں المصطفیٰ کے نام سے لکھی۔

شاہ صاحب نے عوام کے لیے بھی مختصر احادیث کی کتابیں مرتب کیں۔ ایک کتاب کا نام ”چہل حدیث“ ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے احادیث کے کئی مجموعے مرتب کئے۔ آپ کی مشہور کتاب جستہ اللہ

البانہ کے اکٹھ مضافاتین بھی حدیث پڑھنی ہیں۔ آپ کی کوششوں سے ہندوستان میں علم حدیث کو بے صدف و غصہ ماضی ہوا۔

6- فقہی مسائل میں میانہ روی (Moderation in Fiqha) شاہ صاحب کے نزدیک مسلمانوں کے زوال کی ایک بڑی وجہ فرقہ بندی ہے۔ وہ فقہی مسائل پر اعتدال کے قائل تھے۔ انہوں نے ایک رسالہ "انصار فی بیان سب الاختلاف" لکھا تھا جس میں مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی خصوصیات اور اختلافات کی وضاحت کی اور لوگوں پر زور دیا کہ وہ فقہی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کو کافر قرار نہ دیں۔ اور کسی مسئلے پر کسی ایک امام کے حکم پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ ایسا مسلک اختیار کیا جائے جو قرآن و سنت کے قریب اور امت کے لیے آسان ہو۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کی زمانے میں پہنچنے کی بھی باتیں ہیں (علامہ اقبال)

7- اجتہاد پر زور (Stress on Ijtihad) شاہ صاحب اجتہاد کے قائل تھے۔ ان کے نزدیک اجتہاد فرض بالکفا یہ ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقليد" میں تقليید اور اجتہاد پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے نزدیک عام آدمی کے لیے تقليیدی بہتر ہے جب کہ علماء کا آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے قول کو ترجیح دینا جائز ہے۔ بقول شاہ صاحب دین کے معاملے میں وسعت ہے تنگ نظری نہیں اور ایک چیز پر جنم جانا درست نہیں۔ لیکن آپ اجتہاد کا حق ہر کس و ناقص کو نہیں دیتے۔ بلکہ مجتہد کے لیے کڑی شرائط مقرر کرتے ہیں۔

8- انقلابی نظریات (Revolutionary Ideas) بر صیر میں مسلمانوں کی گرتی ہوئی سیاسی، معاشری، سماجی اور اخلاقی حالت پر عور کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچ کر مسلمانوں کے مسائل کا حل ایک مکمل اور ہمہ گیر انقلاب ہے جو معاشرے کو ایک نیا سیاسی، سماجی، معاشری ڈھانچہ فراہم کرے۔ اس کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں آپ نے مسلمانوں کی تعمیر نو کے لیے حسب ذیل افکار و نظریات پیش کئے۔

1 اللہ تعالیٰ کی حاکیت اعلیٰ کا تصور

2 تمام انسانوں کے بنیادی حقوق کی بلا امتیاز فراہمی

3 دولت کی اصل بنیاد صرف محنت ہے۔

4 معاشرہ محنت کی صحیح قیمت ادا کرے۔

5 دولت معاشرہ میں گردش کرتی رہے۔

6 مزدوروں کے اوقات کار محدود کیے جائیں اور ان کی حالت بہتر بنائی جائے۔

7 بڑے طبقات سے عیش و عشرت کا خاتمہ کیا جائے۔

8 اجتہاد کی راہ اختیار کی جائے۔

9- سیاسی خدمت (Political Service) شاہ صاحب کے دور میں مر ہئے، جاث اور سکھ ایک بڑی

قوت کے طور پر ابھر رہے تھے۔ آپ نے مسلمان حکمرانوں اور امراء کو آپس میں اتحاد اور جذب جہاد پیدا کر کے مسلم دشمنوں کے مقابلہ کی تلقین کی۔ اس مقصد کے لیے آپ نے نظام الملک آصف جاہ، نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان کو اپنے اپنے علاقوں میں مرہٹوں، جاؤں اور سکھوں کے مقابلہ کی ترغیب دی۔ مرہٹوں کا خطرہ جب حد سے بڑھ گیا تو آپ نے احمد شاہ عبدالی والٹی افغانستان کے نام ایک خط میں ہندوستان کی سیاسی صورت حال کا تفصیلی جائزہ پیش کر کے اسے مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے ہندوستان پر جملے کی دعوت دی۔ احمد شاہ عبدالی نے شاہ صاحب کی دعوت پر 1761ء میں پانی پت کی تیسری جنگ میں مرہٹوں کو عبرناک شکست دی اس طرح ان کا ہندوستان پر حکومت کا خواب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پریشان ہو کر رہ گیا۔ اس معركہ میں روہیلہ سردار نجیب الدولہ اور نواب شجاع الدولہ نے بھی عبدالی کا بھرپور ساتھ دیا۔ لیکن اس کے باوجود مغلیہ سلطنت نہ سنبھل سکی۔

حافظت پھول کی ممکن نہیں ہے

اگر کانٹے میں ہو خونے حریری

10- دوقومی نظریہ (Two Nation Theory) (حضرت مجدد الف ثانی کی طرح حضرت شاہ ولی اللہ نے بھی دوقومی نظریے کی کھل کر آبیاری کی۔ وہ مسلمان حکمرانوں کی ناہلیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غلبہ کفر کا خاتمه اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بحالی چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے وہ جہاد کو ضروری خیال کرتے تھے) انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اسلامی تہذیب و تمدن اور اپنے جدا گانہ میں شخص کو برقرار رکھیں اور ہندو تہذیب کے زیر اخیار کر دے غیر اسلامی رسوم کو ترک کر دیں۔ آپ نے اسلام کو ہندو مذہب میں جذب کرنے کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ شاہ صاحب کے نظریات کے زیر اثر ہی دوقومی نظریے پر تحریک پاکستان کی بنیاد رکھی گئی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چاغ مطفوی سے شرار بوسی

11- شاہ صاحب کا خاندان (Family of Shah Sahib) (شاہ صاحب کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی اپنے ماموں کی صاحبزادی سے ہوئی۔ جس سے مولوی شیخ محمد پیدا ہوئے۔ زوجہ اول کے انتقال کے بعد دوسری شادی سونی پت کے سید شاء اللہ صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے ایک بیٹی اور چار بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ چاروں بیٹے علم و فضل میں ممتاز ہوئے اور انہوں نے آپ کی جلائی ہوئی علم کی شمع کو فروزان رکھا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بیٹے شاہ عبدالعزیز جاشین بنے۔ انہوں اس قدر علماء پیدا کیے کہ برصغیر میں ایک علمی انقلاب آگیا۔ شاہ صاحب نے دو بیٹوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر نے قرآن مجید کے اردو ترجمے کئے۔ ان کے چوتھے بیٹے شاہ عبدالغنی تھے جو شاہ اسماعیل کے والد تھے۔

12- خراج تحسیں (Homage)..... شاہ صاحب محض ایک عالم دین ہی نہیں بلکہ ایک بے مثال مصلح تھے۔ آپ کے افکار نے آنے والی سلوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ آپ نے نہ صرف مسلمانوں میں مذہبی پیدا کی بلکہ ان میں جہاد کا جذب پیدا کر دیا جو بعد میں ایک عظیم الشان تحریک میں ڈھل گیا۔

- مولانا نائلی "تاریخ علم الکلام" میں لکھتے ہیں:
"اُن یہی اور اُن رشد کے بعد یہکہ خود اُنی کے زمانے میں مسلمانوں میں جو مقتول عزول شروع ہوا تھا۔ اس سے یہ امید شد رہی کہ پھر کوئی صاحب دل و دماغ پیدا ہوگا۔ لیکن قدرت کو اپنی نیز گنجوں کا تناشاد کھانا تھا کہ اپنی زمانے میں جبکہ اسلام کا نقش ہزار بیس تھا۔ شاہ ولی اللہ چیسا ہنس پیدا ہوا جس کی نکتہ گنجوں کے آگے غزالی، رازی اور اُن رشد کے کارنامے بھی مانند پڑ گئے"
- نواب صدیق من خاں کے الفاظ میں:
"آپ پہلے زمانے میں پیدا ہوتے تو آپ کو امام سمجھا جاتا"
- شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں:
"آپ نے بیسوں کتیں لکھیں۔ تفسیر، حدیث، تصوف، فقہ، تاریخ، علم الکلام غرضیکہ علوم اسلامی کی کوئی شاخ نہیں ہے آپ نے سیراب نہ کیا ہوا اور اللہ کا فضل ایسا شامل حال تھا کہ جس چیز کو ہاتھ لگاتے کندن ہو جاتی۔"
- مولانا مودودی ان کی خدمات کا اعتراف اس طرح کرتے ہیں:
"انہوں نے اسلام کے پورے فکری، اخلاقی، شرعی اور تمدنی نظام کو مرتب صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کارنامہ ہے جس میں وہ اپنے تمام پیش روؤں سے بازی لے گئے ہیں۔"

سید احمد شہید بریلوی

- 87 X

(Syed Ahmad Shaheed Baralvi (R.A.))

(محضر حالات زندگی) (Brief Life Sketch) سید احمد شہید 24 دسمبر 1786ء کو رائے بریلی کے مقام پر پیدا ہوئے۔ بچپن میں آپ کا دل تعلیم کی بجائے کھیل کو دی کی طرف راغب تھا۔ بعد ازاں آپ کو تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا اور آپ دہلی میں آ کر شاہ عبدالعزیز کے حلقة درس میں شامل ہو گئے۔ بائیس برس کی عمر میں شاہ عبدالعزیز کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپ نے 1810ء سے 1817ء تک نواب امیر خاں والٹی ٹونک کی فوج میں رہ کر عسکری تربیت بھی حاصل کی۔

سید احمد کے مقام، پر اثر و عظا اور پرشیش شخصیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ دیگر ہزاروں افراد ملکی صورت حال شاہ ولی اللہ کے بعد ان کی تحریک کی روحانی و سیاسی باغ ڈور سید احمد بریلوی کے ہاتھ آئی۔ اس وقت پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی۔ سکھوں نے نہ صرف مسلمانوں پر عرصہ حیات نجک کر رکھا تھا، بلکہ وہ مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں بھی مداخلت کرتے تھے۔ انہوں نے کئی مساجد پر ناجائز قبضے کے ہاتھ آئی۔ اس وقت پنجاب کے ذبح کرنے پر پابندی تھی، شاہی مسجد لاہور کو صبلی بنار کھا تھا۔ رنجیت سنگھ کے افراد

کے علاوہ شاہ عبدالعزیز کے داماد شاہ عبدالمحیٰ اور بھتیجے شاہ اسماعیل نے بھی آپ کی بیعت کی۔

ہاتھ آئی۔ اس وقت پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی۔ سکھوں نے نہ صرف مسلمانوں پر عرصہ حیات نجک کر رکھا تھا۔ اذان دینے اور گائے ذبح کرنے پر پابندی تھی، شاہی مسجد لاہور کو صبلی بنار کھا تھا۔ رنجیت سنگھ کے افراد مسلمان عورتوں کی آبروریزی کرتے تھے۔